سوال

(307) شرعی جواز کے بغیر کسی جج کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد اسلم ولد ولایت خاں کا نکاح شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مسمات نسرین بی بی دختر فجر وخاں کے ساتھ مورخہ 89-8-15 ہوا تھا، مسمات نسرین بی بی نے میرے اوپر جھوٹا الزام لگا کر سول جج چونیاں قصور میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا۔ جس کے مجھے قطعی علم نہ تھا اور اس نے میرے والد کان بجائے ولایت خان کے شمل خاں لکھوا کر عدالت میں یک طرفہ فیصلہ مورخہ 92-10-28 کو کرالیا جس کا قطعی طور پر مجھے علم نہ تھا اور نہ ہی میں عدالت میں حاضر ہوا۔

بعد ازیں مسمات نسرین بی بی نے مورخہ 97-2-25 کو مسمی محمد اسحاق ولد بڈھے خاں سے نکاح ثانی کر لیا اور اب وہ اس کے گھر آباد ہے، کیا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ نکاح درست نہیں تو مسمات نسرین بی بی و محمد اسحاق پر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کون سا جرم عائد ہوتا ہے اس کی سزا کیا ہے؟ مفصل قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ فرمائے۔۔

نوٹ: مطلقہ کتنے دن کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے؟

(سائل: محمد اسلم ولد ولایت خاں موضع کاہنہ نو تحصیل کینٹ ضلع قصور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو ہی شرعا حاصل ہے کوئی دوسرا شخص طلاق دینے کا حق نہیں رکھتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ ... ٤٩ ... الأحزاب

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ٢٣٢ ... البقرة

ان دونوں آیات مقدسہ میں نکاح وطلاق کی اسناد شوہر ہی کیطرف کی گئی ہے: لہذا ثابت ہوا کہ طلاق کا اختیار صرف شوہر ہی کو حاصل ہے۔ حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ سَيِّدِي زَوَّجَنِي أَمَتَهُ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَصَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ أَمَتَهُ، ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ» (ابن ماجة

''ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے آقا نے میرا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ کردیا تھا اب وہ ہمارے درمیان تفریق ۔۔۔۔۔۔۔ تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا لوگو! فلاں آدمی کیا عجیب شخص ہے کہ اپنی لونڈی کا اپنے غلام کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اب اس جوڑے میں تفریق یعنی طلاق کا اردہ کربیٹھا ہے یادرکھو وہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتا۔ کیونکہ طلاق دینے اختیار صرف شوہر کے ہاتھ میں ہے ان آیات کریمہ اور حدیث مذکورہ کی بنیاد پر جمہور فقہائے سلف کسی اور کا نہیں۔۔۔۔

علامہ محقق اور مصری سکالر السید محمد سابق یہ تصریح فرماتے ہیں

ذھب جمھور الفقہاء من السلف والخلف الی ان الطلاق یقع بدون اشھاد لان الطلاق من حقوق الرجل،

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ عام حالات میں طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو حاصل ہے کسی دوسرے کو کوئی حق حاصل نہیں

عورت کے حقوق کا تحفظ

شوہر کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے بیوی کے حقوق کی پاسبانی کے پیش نظر شرعا قاضی کو حسب ذیل پانچ صورتوں میں بیوی کے مرافعہ پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرنے کا اختیار ہے

1۔ التطلیق لعدم النفقۃ فامسال بمعروف او تصریح باحسان کے پیش نظر امام مالک امام مالک شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہیں کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی کے نان ونفقہ کی ادئیگی میں عمداً کوتاہی کررہا یا بوجہ اعسار وافلاس کے نان ونفقہ ادا کرنے سے قاصر ہو اور اس کی بیوی اس صورت حال میں اس کے ساتھ تبادلہ کے لیے تیار نہ ہو۔

2۔ التطلیق لعیب الروج جب خاوند کوڑھ پھل بہری کا مریض ہونا مردیا مجنون یا عنین ہو۔

3۔ التطلیق للضرر: امام مالک فرماتے ہیں جب کہ جب شوہر اپنی بیوی پر ظلم وتعدی کا مرتکب ہوں اور اس کی ایذا رسانی پر مستعد ہوں' یعنی ایسی تکلیف پہنچارہا ہو جو عورت کی برداشت سے باہر ہو یا اس کو غیر اخلاقی قول وفعل یعنی گانا بجانا اور گناہ کے دہندہ پر مجبور کرہا ہو اور بیوی اپنے دعوی اثبات میں ایسی شہادت پش کردے جس سے عدالت کو اعتماد ہوجائے یا شوہر اقبال جرم کرلے اور بیوی ان حالات میں رشتہ ازواج بحال رکھنے پر تیار نہ ہوں۔

4۔ التطلیق لغیبۃ الزوج ۔امام مالک اور امام احمد کے مذہب کے مطابق

(1) شوہر اگر گھر سے غیب رہتا ہے۔

(2) خاوند کی اس غیبوبت سے عورت کو تکلیف پہنچتی ہے۔

(3) شوہر بیوی کے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں رہتا ہو۔

(4) بیوی کے شہر میں رہتا ہے اور بیوی کے پاس آنا جانا بند کررکھا ہے۔

(5)اس قطعی تعلق پر ایک برس گزرچکا ہے اور بیوی اپنے شوہر کے اس رویہ کی تاب نہیں رکھتی۔

5۔ التطلیق لجس الزوج۔ اگر خاوند کسی جرم کے ارتکاب میں تین سال قید ہوگیا ہو اور یہ فیصلہ عدالت مجاز کا آخری فیصلہ ہے اور خاوند کو قید ہوئے ایک برس ہوگیا ہے اور اس کی بیوی اس کی اس تنہائی کو پسند نہیں کرتی۔ تووہ امام مالک اور اما احمد بن حنبل کے نزدیک بیوی تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے کی غرض سے عدالت مجاز سے مرافعہ کرسکتی ہے تو قاضی (جج) پوری ایانت داری اور غیر جانبداری کے ساتھ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور مدعیہ کے شوہر کو حسب ضابطہ سچ مچ باخبر کرکے عدالت میں حاضر ہوکر اپنا موقف پیش کرنے کی اطلاع دینے کے بعد اور بلاکسی ترغیب وتحریص کے رشوت اور انتقامی جذبہ ٹھوکتے ہوئے تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرسکتا ہے۔ ان مذکورہ بالا پانچ صورتوں کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے جج کو شریعت کا پیش کردہ الٰہی قانون انصاف اس بات کی قطعا اجازت نہیں دیتا کہ وہ بیویوں کے جھوٹے سچے اور پکے کچے گواہوں شہادت پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرتا رہے یا رشوت لے کر خاوند کو اطلاع دے بغیر تنسیخ نکاح کی ڈگریاں جاری کرتا رہے یا رشوت لے کر خاوند کو اطلاع دیئے بغیر تنسیخ نکاح ڈگریاں فروخت کرتا پھرے۔ ایسے غلط فیصلے کرنے والا جج اگر مسلمان ہے تووہ یقیناً اللہ کی قائم کردہ حدوں کو پھلانگنے والا ہے اور حدود الٰہی کو سے تجاوز کرنے والا ہے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔

پس اگر صورت مسئولہ میں فاضل جج نے اسلامی قانون عدل انصاف ٗقانون شہادت اور نصاب کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے سائل محمد اسلم ولد ولایت خان کو بار بار سمن جاری کرکے حاضر عدالت ہونے کا حکم دینے کے بعد ڈگری جاری کی ہے تو یہ فاضل جج عنداللہ سرخرو اور ماجور ہے ورنہ بصورت دیگر عنداللہ علی رؤس الخلائق جواب دہی کے لئے تیار رہے۔ کہ اس عارضی عدالت کے ججوں کو بے لاگ دائمی عدالت پیش ہونا ہے۔ جس علیم وخبیر جج نہ دبایا جاسکتا ہے نہ خریدا جاسکتا ہے نہ اسے دھوکہ دیا جاسکتا ہے اور نہ مکر وفریب اور حیلہ بہانہ سے شبہ ڈالا جاسکتا ہے۔

بشرط صحت سوال اگر واقعی یہ یک طرفہ ڈگری عدل انصاف کا جملہ تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے جاری کی گئی ہے تو یہ غیر منصافانہ ڈگری عنداللہ نافذ نہیں ہوئی۔ جیساکہ صحیح بخاری میں ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إنما أنا بشر وإنه يأتيني الخصم فلعل بعضكم أن يكون أبلغ من بعض فأحسب أنه صدق فأقضي له بذلك فمن قضيت له بحق مسلم فإنما هي قطعة من النار فليأخذها أو فليتركها : باب من قضى له بحق اخيه فلا يأخذه فان قضاء الحاكم لا يحل حراما ولا يحرم حلاله (بخاری ج 2ص 1065:1064)

کہ میں بھی بہر حال انسان ہوں میرے پاس مقدمہ آتا ہے اور فریق چرب لسان اور تیز وطرار ہوتا ہے فر فر باتیں کرتا چلا جاتا ہے میں اس کی چرب لسانی کی وجہ سے اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق فیصلہ میں کردوں تو یاد رکھو، میرا وہ فیصلہ جہنم کا ایک قطعہ ہے۔ (کیونکہ قاضی کا غلط فیصلہ عنداللہ نافذ نہیں ہوتا، یعنی اس کے غلط فیصلہ سے حرام چیز حلال نہیں ہوتی اور حلال چیز حراز نہیں ہوتی) لہذا چاہے تو وہ اسے جہنم کو قبول کرے چاہے تو چھوڑ دے۔ پس اگر واقعی یہ یک طرفہ فیصلہ ہے تو اس فیصلہ کی بنیاد پر پڑھا گیا دوسرا نکاح باطل ہے کیونکہ یہ نکاح پر نکاح ہے جو کہ قرآن مجید کی درج ذیل نص جلی کے ساتھ حرام ہے۔ آیت یہ ہے :

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ... ٢٤ ...النساء

''اور (حرام کی گیئں) شوہروں والی عورتیں مگروہ تمہاری ملکیت میں آجائیں۔ نے یہ احکام تم پر فرض کردیئے ہیں۔،،

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں :

ای وحرم علیکم من الاجنبیات المحصنت وھن المزوجات الا ما ملکت ایمانم .

یعنی شوہروں والی عورتیں بھی ت پر حرام ٹھہرا ہیں مگر تمہاری لونڈیاں حلال ہیں۔

پس اس نص جلی کے مطابق دوسرا نکام حرام ٹھہرا، یعنی منعقد ہی نہیں ہوا۔ اور جب یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تو اس نئے جوڑے کے ازدواجی تعلقات سفاح محض اور سراسر زنا کار

ی ہے اورازروئے قرآن کنوارے مرداورکنواری عورت کی سزا انصاب شہادت کی تکمیل پر سوسوکوڑے ہے : الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ... ٢ ...النوراور شادی شدہ اور عورت پر حد رجم ہے جیسا کہ صحیح بخاری کتاب الحدود میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيِّ : «أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ، أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنَى، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ، وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ» (صحیح البخاری باب رحم المحصنج2ص1006)

''حضرت جابر کہتے ہیں کہ بنوسلیم کا ایک آدمی (ماعز بن مالک) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضرت میں زنا کر بیٹھا ہوں اور پھر چار دفعہ اقبال جرم کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو رجم کر دیا جائے ،چنانچہ ان کو رجم کرادیا گیا وہ اس وقت شادی تھے ۔

اگر فاضل جج نے سائل محمد اسلم کی طلبی کے نوٹس جاری کئے اور عدالت میں حاضر ہونے کے لئے باضابطہ اس کے سمن جاری کئے مگر مدعیہ نے عدالت کے اہل کاروں کے ساتھ ملی بھگت اور مک مکا کر کے سائل مذکور کو بے خبر اور فاضل جج کو اندھیرے میں رکھا ہے تو اس صورت میں جج صاحب عنداللہ بری اور بے گناہ ہیں ۔ ورنہ بصورت دیگر ان کو اپنے اس غلط فیصلے سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ کے لیے محتاط رہنا چاہیے ۔ یہ جواب بشرط صحت سوال تحریر میں لایا گیا ہے

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص747

محدث فتویٰ